اوّل ایڈیشن: جُمادی الثانیہ 1442ھ / جنوری 2021

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ کیجیے!

مَحرم عورت کے ساتھ نکاح
اور صحبت کی صورت میں حدّ جاری ہونے کا مسئلہ

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی سے متعلق پروپیگنڈے:

مَحرم عورت سے نکاح اور صحبت کی صورت میں حدّ کی سزا جاری نہ ہونے کے مسئلے کو بنیاد بنا کر ایک طویل عرصے سے محسنِ امت حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ اور فقہ حنفی سے متعلق مختلف قسم کے پروپیگنڈے کیے جا رہے ہیں کہ:

- مذکورہ مسئلے میں حد کی سزا جاری نہ ہونے کا یہی مطلب ہے کہ گویا فقہ حنفی میں یہ عمل گناہ ہی نہیں، تو یہ کیسی فقہ ہے جو ایک حرام کام کو سندِ جواز فراہم کرکے فروغ دے رہی ہے!
- یہ کیسی فقہ ہے جو ایک صریح زنا کے عمل میں حد کی سزا جاری نہیں کر رہی!

الغرض اس طرح کے متعدد بے بنیاد پروپیگنڈے کیے جا رہے ہیں تاکہ سادہ لوح مسلمانوں میں انتشار اور اضطراب کی فضا پیدا کی جاسکے اور انھیں فقہ حنفی سے بدگمان کیا جاسکے، حالاں کہ یہ ساری صورتحال مذکورہ مسئلے سے متعلق فقہ حنفی کا موقف نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔

بندہ سے مذکورہ مسئلے کے بارے میں وقتاً فوقتاً متعدد حضرات نے سوالات کیے کہ اس پروپیگنڈے اور الزامات کی حقیقت کیا ہے؟ اور کیا واقعی یہ مسئلہ فقہ حنفی میں اسی طرح ہی ہے؟ تو بندہ نے یہی مناسب سمجھا کہ اس مسئلے کی مکمل حقیقت واضح کردی جائے تاکہ مذکورہ مسئلے میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہوسکے اور ان پروپیگنڈوں کی حقیقت بھی واضح ہوسکے۔

ذیل میں اس مسئلے کی مکمل تفصیل اور مختلف پہلو ذکر کیے جاتے ہیں۔

مسئلہ کی تفصیل:

اگر کسی شخص نے اپنی مَحرم عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اس کے بعد اس عورت کے ساتھ جماع بھی کیا تو اس کا یہ عمل حرام، گناہ کبیرہ اور سنگین جرم ہے، البتہ جہاں تک اس شخص پر حدّ کی سزا جاری ہونے کا معاملہ ہے تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر حد کی سزا واجب نہیں ہوتی، البتہ اگر اس شخص کو اس فعل کا

حرام ہونا معلوم تھا تو اس کو تعزیر کی بنیاد پر سزا دی جائے گی، جبکہ امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک اگر اس شخص کو اس فعل کا حرام ہونا معلوم تھا تو اس پر حدّ کی سزا جاری کی جائے گی۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حدّ کی سزا جاری نہ ہونے کی وجہ:

مذکورہ مسئلہ میں امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حدّ کی سزا جاری نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں شبہ آگیا اور احادیث کی رُو سے یہ بات واضح ہے کہ شبہ آنے کی وجہ سے حدّ کی سزا ساقط ہو جاتی ہے جس کی تفصیل آگے مذکور ہے۔ مذکورہ مسئلہ میں شبہ یہ ہے کہ محرم عورت اپنی ذات میں محلِّ نکاح ہے، محرم عورت کے ساتھ نکاح ہماری شریعت میں تو حرام ہے، لیکن بعض پچھلی امتوں میں بعض محرم عورتوں کے ساتھ نکاح جائز تھا، مذکورہ مسئلے میں اس شخص نے اپنی محرم عورت کے ساتھ بغیر نکاح کے صحبت نہیں کی بلکہ نکاح کر کے صحبت کی ہے، یہ کام بھی یقیناً حرام اور سنگین جرم ہے جیسا کہ ہر مسلمان اس سے باخبر ہے، اس لیے اس کام کے گناہ کبیرہ اور سنگین جرم ہونے میں تو کوئی اختلاف نہیں، اور نہ ہی کسی مسلمان کی غیرت یہ گوارہ کر سکتی ہے، اور ایسے شخص کے ذمّے لازم ہے کہ وہ اپنی محرم عورت سے الگ ہو جائے اور اس حرام کام سے توبہ کرے۔

اس تمام تفصیل کے بعد اہم نکتہ یہ ہے کہ اگر محرم عورت کے ساتھ نکاح کر کے جماع کرنے کو زنا قرار دے کر اس پر حدِّ زنا جاری کی جائے تو اس پر سوال یہ اُٹھتا ہے کہ اگر یہ فعل زنا ہے تو زنا تو کسی بھی شریعت میں جائز نہیں ہوا، جبکہ بعض محرم عورتوں کے ساتھ نکاح اور اس کی بنیاد پر صحبت کرنا بعض پچھلی امتوں میں جائز تھا، تو اس مذکورہ مسئلے میں اس شخص کے اس گھناؤنے کام، سنگین جرم اور حرام کام کو زنا کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟؟ اور پھر اس کی بنیاد پر زنا کی حدّ کیسے جاری کی جا سکتی ہے؟؟ گویا کہ شریعت کی نظر میں زنا ایک خاص اصطلاح ہے اور زنا کی سزا جاری کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس عمل کو زنا ثابت کیا جائے، کیوں کہ عین ممکن ہے کہ ایک عمل سنگین جرم اور حرام تو ہو لیکن شریعت کی نظر میں وہ زنا نہ ہو!

یہی وہ شبہ ہے جس کی بنیاد پر امام اعظم رحمہ اللہ مذکورہ مسئلے میں اس شخص پر زنا کی حدّ تو جاری نہیں

کرتے لیکن تعزیر کی حیثیت سے سخت سے سخت سزا دینے کے قائل ہیں۔

- جیسا کہ الجوہرۃ النیرۃ میں مزید وضاحت ہے:

قَوْلُهُ: (وَمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً لَا يَحِلُّ لَهُ نِكَاحُهَا فَوَطِئَهَا لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ الْحَدُّ) وَيُعَزَّرُ إنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَلِكَ، وَهَذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ، وَعِنْدَهُمَا: يُحَدُّ إذَا كَانَ عَالِمًا بِذَلِكَ؛ لِأَنَّهُ عَقْدٌ لَمْ يُصَادِفْ مَحِلَّهُ فَيَلْغُو، وَلِأَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ لَيْسَ بِزِنًا؛ لِأَنَّ اللهَ تَعَالَى لَمْ يُبِحِ الزِّنَا فِي شَرِيعَةِ أَحَدٍ مِن الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ أَبَاحَ نِكَاحَ ذَوَاتِ الْمَحَارِمِ فِي شَرِيعَةِ بَعْضِ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّمَا عُزِّرَ؛ لِأَنَّهُ أَتَى مُنْكَرًا.

- اسی طرح ہدایہ میں ہے کہ:

(وَمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً لَا يَحِلُّ لَهُ نِكَاحُهَا فَوَطِئَهَا لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ) وَلَكِنْ يُوجَعُ عُقُوبَةً إذَا كَانَ عَلِمَ بِذَلِكَ. وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ وَالشَّافِعِيُّ: عَلَيْهِ الْحَدُّ إذَا كَانَ عَالِمًا بِذَلِكَ؛ لِأَنَّهُ عَقْدٌ لَمْ يُصَادِفْ مَحَلَّهُ فَيَلْغُو كَمَا إذَا أُضِيفَ إلَى الذُّكُورِ، وَهَذَا؛ لِأَنَّ مَحَلَّ التَّصَرُّفِ مَا يَكُونُ مَحَلًّا لِحُكْمِهِ، وَحُكْمُهُ الْحِلُّ وَهِيَ مِن الْمُحَرَّمَاتِ. وَلِأَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ الْعَقْدَ صَادَفَ مَحَلَّهُ؛ لِأَنَّ مَحَلَّ التَّصَرُّفِ مَا يَقْبَلُ مَقْصُودَهُ، وَالْأُنْثَى مِنْ بَنَاتِ آدَمَ قَابِلَةٌ لِلتَّوَالُدِ وَهُوَ الْمَقْصُودُ، وَكَانَ يَنْبَغِي أَنْ يَنْعَقِدَ فِي جَمِيعِ الْأَحْكَامِ، إلَّا أَنَّهُ تَقَاعَدَ عَنْ إفَادَةِ حَقِيقَةِ الْحِلِّ فَيُورِثُ الشُّبْهَةَ؛ لِأَنَّ الشُّبْهَةَ مَا يُشْبِهُ الثَّابِتَ لَا نَفْسَ الثَّابِتِ، إلَّا أَنَّهُ ارْتَكَبَ جَرِيمَةً وَلَيْسَ فِيهَا حَدٌّ مُقَدَّرٌ فَيُعَزَّرُ.

جیسا کہ بطورِ مثال سمجھیے کہ ہماری شریعت میں مخلوق کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام اور گناہ کبیرہ تو ہے لیکن اس کو شرک نہیں کہہ سکتے، اس لیے کہ بعض پچھلی امتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا، تو اگر سجدہ تعظیمی کو شرک قرار دیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بعض پچھلی امتوں میں شرک جائز تھا، حالاں کہ شرک تو کسی بھی امت میں جائز نہیں ہوا، اس لیے سجدہ تعظیمی کو شرک نہ ماننے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ جائز ہو گیا بلکہ شرک کی نفی کی گئی ہے، نہ کہ اس کے حرام ہونے کی۔

مذکورہ مسئلے کو سمجھنے کے لیے چند اہم باتیں:

مذکورہ مسئلے کو مزید سمجھنے کے لیے چند باتیں ذہن نشین کرلینی چاہیے تاکہ اس مسئلے کے مختلف پہلو واضح ہو جائیں:

1۔ حدود کی سزائیں منصوص اور متعین ہیں:

زنا کی صورت میں سنگسار اور رجم جبکہ چوری کی صورت میں ہاتھ کاٹنے جیسی سزائیں جن کو حدود کہا جاتا ہے یہ قرآن وسنت کی رو سے منصوص اور متعین سزائیں ہیں، ان میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی کہ ہم اپنی طرف سے کسی کو حدّ کی سزا جاری کر دیں یا کسی بھی سنگین جرم پر حد کی سزا جاری کر دیں، کیوں کہ حد کی سزائیں مخصوص ہیں، صرف انھی مخصوص جرائم کی صورت میں حدود کی سزائیں جاری ہو سکتی ہیں بس۔ البتہ وہ جرائم جن کے بارے میں حدود کی سزائیں ثابت نہیں تو ان میں تعزیر کے نام سے سزا جاری کی جاتی ہے نہ کہ حدّ کے نام سے، اور تعزیر کی سزامیں بڑی ہی وسعت ہے کہ قاضی اور حاکم جرم کی نوعیت اور مصلحت کے پیشِ نظر کوئی بھی سزا تجویز کر سکتا ہے۔

اس اہم نکتے کے بعد یہ سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے کہ زیرِ بحث مسئلے میں امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک شبہ کی بنیاد پر حد کی سزا تو جاری نہیں کی جا سکتی، البتہ تعزیر کی بنیاد پر شدید سے شدید تر سزا جاری کی جا سکتی ہے جیسا کہ خود صاحبِ ہدایہ رحمہ اللہ نے وضاحت فرمائی ہے، جس کی عبارت ذکر ہو چکی۔

2۔ حدود کی سزاؤں سے متعلق شرعی نقطہ نظر:

حدود کی سزاؤں سے متعلق شریعت کا نقطہ نظر یہ ہر گز نہیں کہ جرم کو بہر صورت ثابت کر کے اس پر ضرور حدّ جاری کرنی ہے، بلکہ شریعت نے ترغیب دی ہے کہ حدود کی سزائیں جاری کرنے میں جلدی نہ کی جائے بلکہ حتی الامکان کوشش یہ ہو کہ ایسا کوئی شبہ پیدا ہو جائے کہ وہ جرم حدود کی سزاؤں کے دائرے میں داخل نہ ہو، بلکہ اگر شبہ سے حد کی سزا ساقط ہو سکتی ہے تو ساقط کر دی جائے کہ وہ جرم ثابت ہی نہ ہو، جیسا کہ

درج ذیل دلائل سے اس بات کا بخوبی ثبوت ہو جاتا ہے:

شبہ کی بنیاد پر حدود کی سزاؤں کا ساقط ہونا:

شبہ پیدا ہو جانے کی صورت میں حدود کی سزاؤں کا ساقط ہونا متعدد دلائل سے ثابت ہے:

حضور اقدس ﷺ سے ثبوت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جہاں تک تم سے ہو سکے لوگوں سے حدود کی سزا ساقط کرنے کی کوشش کرو، جب کسی مسلمان کے لیے بَری ہونے کا راستہ پاؤ تو اسے چھوڑ دیا کرو، کیوں کہ حاکم اگر معاف کر دینے میں خطا کر جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے اس بات سے کہ وہ حد جاری کرنے میں غلطی کر جائے۔‘‘

- سنن کبریٰ بیہقی میں ہے:

١٧٥١٣- عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ادْرَءُوا الْحُدُودَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنْ وَجَدْتُمْ لِلْمُسْلِمِ مَخْرَجًا فَخَلُّوا سَبِيلَهُ؛ فَإِنَّ الإِمَامَ أَنْ يُخْطِئَ فِى الْعَفْوِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يُخْطِئَ فِى الْعُقُوبَةِ».

یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موقوفاً بھی ثابت ہے، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جہاں تک تم سے ہو سکے لوگوں سے حدود کی سزا ساقط کرنے کی کوشش کرو، جب کسی مسلمان کے لیے بَری ہونے کا راستہ پاؤ تو اسے چھوڑ دیا کرو، کیوں کہ حاکم اگر معاف کر دینے میں خطا کر جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے اس بات سے کہ وہ حدّ جاری کرنے میں غلطی کر جائے۔

٢٩٠٩٤- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ الْبَصْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ادْرَؤُوا الْحُدُودَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِذَا وَجَدْتُمْ لِلْمُسْلِمِ مَخْرَجًا فَخَلُّوا سَبِيلَهُ؛ فَإِنَّ الإِمَامَ أَنْ يُخْطِئَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يُخْطِئَ فِي الْعُقُوبَةِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثبوت:

1۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شبہات کی بنیاد پر حدّ ساقط کر دوں مجھے یہ زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ میں شبہات کی بنیاد پر حدّ جاری کر دوں۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٢٩٠٨٥- حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَن مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لأَنْ أُعَطِّلُ الْحُدُودَ بِالشُّبُهَاتِ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُقِيمَهَا فِي الشُّبُهَاتِ.

2۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک تم سے ہو سکے حدود کی سزا ساقط کرنے کی کوشش کرو۔

- مصنف عبد الرزاق میں ہے:

١٣٦٤١- عبد الرزاق عن الثوري عن الأعمش عن إبراهيم: أن عمر بن الخطاب قال: ادرؤا الحدود ما استطعتم.

حضرت معاذ، حضرت ابن مسعود اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے ثبوت:

حضرت معاذ، حضرت ابن مسعود اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جب تم پر حد مشتبہ ہو جائے تو اسے ساقط کر دو۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٢٩٠٨٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلامِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ مُعَاذًا وَعَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ وَعُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ قَالُوا: إِذَا اشْتَبَهَ عَلَيْك الْحَدُّ فَادْرَأْهُ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثبوت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک تم سے ہو سکے لوگوں سے حدود کی سزا ساقط کرنے کی کوشش کرو۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٢٩٠٩٠- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: ادْرَؤُوا الْقَتْلَ وَالْجَلْدَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

- مصنف عبد الرزاق میں ہے:

١٣٦٤٠- عبد الرزاق عن الثوري ومعمر عن عبد الرحمن بن عبد الله عن القاسم بن عبد الرحمن قال: قال بن مسعود: ادرؤا الحدود والقتل عن عباد الله ما استطعتم.

حضرت امام ابراہیم نخعی تابعی رحمہ اللہ سے ثبوت:

حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام فرماتے تھے کہ جہاں تک تم سے ہو سکے لوگوں سے حدود کی سزا ساقط کرنے کی کوشش کرو۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

٢٩٠٨٨- حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانُوا يَقُولُونَ: ادْرَؤُوا الْحُدُودَ عَنْ عِبَادِ اللهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

امام زہری تابعی رحمہ اللہ سے ثبوت:

امام زہری تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شبہ کی بنیاد پر حدود ساقط کر دیا کرو۔

٢٩٠٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عَن بُرْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: ادْفَعُوا الْحُدُودَ لِكُلِّ شُبْهَةٍ.

3۔ کسی جُرم پر حدّ کی سزا کا جاری نہ ہونا اس کے جائز ہونے کی دلیل نہیں:

زیرِ بحث مسئلے میں ایک اہم نکتہ یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کسی جرم اور گناہ کی پاداش میں حدّ کی سزا جاری نہ ہونے کا معنی یہ ہر گز نہیں کہ وہ کام جائز ہے، اس میں کوئی گناہ نہیں، اس لیے کرنے میں حرج نہیں، بلکہ حدّ جاری نہ ہونا یا تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس میں کوئی ایسا شبہ آگیا ہے جس کی بنیاد پر حدّ ساقط ہو جاتی ہے، یا

وہ جرم ایسا ہوتا ہے جس کے لیے حدّ کی سزا ثابت ہی نہیں ہوتی، ان صورتوں میں تعزیر کی سزا جاری کی جاتی ہے۔ یہ تو دنیا میں سزا کی حد تک معاملہ ہے، باقی جہاں تک گناہ یا حرام ہونے کا معاملہ ہے تو یقیناً وہ حرام اور گناہ کا مرتکب ہوا ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں، امام اعظم رحمہ اللہ بھی زیرِ بحث مسئلے میں حد کو ساقط مانتے ہیں نہ کہ گناہ کو، اس لیے زیرِ بحث مسئلے میں احناف پر یہ اعتراض کرنا کہ حدّ جاری نہ کر کے احناف اس گناہ کو سندِ جواز فراہم کر رہے ہیں؛ سراسر الزام اور پروپیگنڈا ہے۔

حدّ کی سزا کی نفی کے فلسفے کو سمجھنے کے لیے ایک مثال:

زیرِ بحث مسئلے میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ جو حد کی سزا کی نفی کر رہے ہیں تو اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے جانور کے ساتھ بد فعلی کی اس پر حد کی سزا جاری نہیں ہو گی۔

٢٩٠٩٩- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَن حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: لَيْسَ عَلَى مَنْ أَتَى بَهِيمَةً حَدٌّ.

یہی بات مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے:

٢٩٠٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَأَبُو الأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَنْ أَتَى بَهِيمَةً فَلَا حَدَّ عَلَيْهِ.

ان جلیل القدر صحابہ کرام کے ان ارشادات کا واضح مطلب یہی ہے کہ جانور کے ساتھ بد فعلی حرام اور سنگین جرم تو ہے لیکن اس گناہ کے مرتکب شخص پر حد کی سزا جاری نہیں کی جا سکتی کیوں کہ اس کے لیے شریعت میں حد کی سزا مقرر نہیں، البتہ حدود کی سزاؤں کے علاوہ اس پر تعزیر کی شدید سے شدید تر سزا جاری کی جا سکتی ہے اور اسی طرح اس حرام کام سے توبہ کرنا بھی اس شخص کے ذمے واجب ہو گا۔ اس لیے زیرِ بحث مسئلے میں امام اعظم رحمہ اللہ پر اعتراض کرنے والے ان صحابہ کرام سے متعلق کیا فرمائیں گے؟؟ کیا حد کی سزا کی نفی کرنے سے اس فعل کو سندِ جواز فراہم ہو گیا؟ یا اس پر کوئی سزا ہی لاگو نہ ہو گی؟ معاذ اللہ۔

اس لیے ان جلیل القدر صحابہ کرام کے ارشادات کا وہی مطلب ہے جو امام اعظم رحمہ اللہ کے مذہب کا ہے کہ زیرِ بحث مسئلے میں امام اعظم رحمہ اللہ شبہ کی بنیاد پر صرف حد کی سزا کی نفی کر رہے ہیں، نہ کہ دیگر سزاؤں کی، اسی طرح حد کی سزا کی نفی کرنے سے گناہ کی نفی نہیں کر رہے ہیں، بلکہ محرم عورت کے ساتھ نکاح اور اس کی بنیاد پر جماع کرنا تو بالاجماع حرام اور سنگین جرم ہے، جس کا کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اہم نکتہ:

قرآن وسنت سے ایسی کوئی صریح دلیل دستیاب نہ ہو سکی جس سے محرم عورت کے ساتھ نکاح اور صحبت کے نتیجے میں حدّ کی سزا جاری ہونے کا ثبوت ہوتا ہو۔ جہاں تک اُس روایت کا تعلق ہے جس میں محرم عورت سے نکاح کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا، جیسا کہ سنن ابی داود میں ہے:

٤٤٥٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي الْجَهْمِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَطُوفُ عَلَى إِبِلٍ لِي ضَلَّتْ إِذْ أَقْبَلَ رَكْبٌ أَوْ فَوَارِسُ مَعَهُمْ لِوَاءٌ فَجَعَلَ الأَعْرَابُ يُطِيفُونَ بِي لِمَنْزِلَتِي مِنَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَتَوْا قُبَّةً فَاسْتَخْرَجُوا مِنْهَا رَجُلاً فَضَرَبُوا عُنُقَهُ فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَذَكَرُوا أَنَّهُ أَعْرَسَ بِامْرَأَةِ أَبِيهِ.

تو اس روایت کے حوالے سے چند باتیں سمجھنے کی ضرورت ہے:

1۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدّ کی سزا نہ تھی بلکہ یہ بطورِ تعزیر کے تھی جس میں ایسی سخت سزا تجویز کی گئی، کیوں کہ حدِّ زنا کی سزا میں یا تو رجم یعنی سنگسار کرنا ہے یا کوڑے لگانا ہے، قتل کرنا تو زنا کی حد نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو ائمہ کرام محرم عورت کے ساتھ نکاح اور صحبت کرنے والے شخص پر حدِّ زنا جاری کرنے کا حکم لگاتے ہیں وہ بھی اس کے قتل کے قائل نہیں بلکہ وہ رجم یا کوڑوں ہی کی سزا کے قائل ہیں۔

2۔ امام طحاوی رحمہ اللہ دوسرا احتمال یہ ذکر فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس روایت میں مذکور شخص نے محرم عورت کے ساتھ نکاح کرنے جیسے قطعی حرام کام کو حلال سمجھا ہو جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا، جس کے نتیجے میں وہ مرتد ہو گیا ہو اور اس کو ارتداد کی سزا میں قتل کر دیا گیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کو

جب اس شخص کو قتل کرنے کے لیے بھیجا تو ساتھ میں جھنڈا بھی دیا، جو کہ محاربہ کی علامت ہے، جس سے ارتداد کی سزا کی طرف اشارہ ہوتا ہے کیوں کہ زنا کی سزا کے لیے بھیجنے میں جھنڈا دینے کا کیا مطلب؟!

3۔امام طحاوی رحمہ اللہ ایک اور اہم نکتہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں تو صرف اس بات کا ذکر ہے کہ اس شخص نے صرف محرم عورت سے نکاح کیا تھا، اس میں تو صحبت کا ذکر ہی نہیں، پھر بھی اس شخص کو قتل کردیا گیا، تو کیا محرم عورت کے ساتھ صرف نکاح کرنے سے حدِّ زنا کی سزا جاری ہو سکتی ہے؟ ہر گز نہیں، اس لیے اس روایت سے اس بات پر ہر گز استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ محرم عورت سے نکاح اور صحبت کے نتیجے میں حدِّ زنا جاری ہو سکتی ہے، کیوں کہ روایت اس کے موافق نہیں ہے۔

اس روایت میں محرم عورت سے صرف نکاح کی صورت میں قتل کرنے کا حکم دینا بھی اس بات کا قرینہ ہے کہ اس شخص نے اس نکاح جیسے قطعی حرام عمل کو حلال سمجھا تھا، جس کے نتیجے میں اس پر ارتداد کی سزا جاری کرتے ہوئے اس کو قتل کردیا گیا۔

- شرح معانی الآثار میں ہے:

٤٨٨٥- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ فِي رَجُلٍ تَزَوَّجَ ذَاتَ مَحْرَمٍ مِنْهُ فَدَخَلَ بِهَا قَالَ: لَا حَدَّ عَلَيْهِ. وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَى الَّذِينَ احْتَجُّوا عَلَيْهِمَا بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ فِي تِلْكَ الْآثَارِ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقَتْلِ وَلَيْسَ فِيهَا ذِكْرُ الرَّجْمِ وَلَا ذِكْرُ إِقَامَةِ الْحَدِّ. وَقَدْ أَجْمَعُوا جَمِيعًا أَنَّ فَاعِلَ ذَلِكَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ قَتْلٌ، إِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ -فِي قَوْلِ مَنْ يُوجِبُ عَلَيْهِ الْحَدَّ- عَلَيْهِ الرَّجْمُ إِنْ كَانَ مُحْصَنًا. فَلَمَّا لَمْ يَأْمُرِ النَّبِيُّ ﷺ الرَّسُولَ بِالرَّجْمِ، وَإِنَّمَا أَمَرَهُ بِالْقَتْلِ ثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ ذَلِكَ الْقَتْلَ لَيْسَ بِحَدٍّ لِلزِّنَا، وَلَكِنَّهُ لِمَعْنًى خِلَافَ ذَلِكَ، وَهُوَ أَنَّ ذَلِكَ الْمُتَزَوِّجَ فَعَلَ مَا فَعَلَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى الِاسْتِحْلَالِ كَمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَصَارَ بِذَلِكَ مُرْتَدًّا، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُفْعَلَ بِهِ مَا يُفْعَلُ بِالْمُرْتَدِّ. وَهَكَذَا كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ وَسُفْيَانُ رَحِمَهُمَا اللهُ يَقُولَانِ فِي هَذَا الْمُتَزَوِّجِ إِذَا كَانَ أَتَى فِي ذَلِكَ عَلَى الِاسْتِحْلَالِ أَنَّهُ يُقْتَلُ. فَإِذَا كَانَ لَيْسَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَا يَنْفِي مَا يَقُولُ أَبُو حَنِيفَةَ وَسُفْيَانُ لَمْ يَكُنْ فِيهِ حُجَّةٌ عَلَيْهِمَا؛ لِأَنَّ مُخَالِفَهُمَا لَيْسَ

بِالتَّأْوِيلِ أَوْلَى مِنْهُمَا. وَفِي ذَلِكَ الْحَدِيثِ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَقَدَ لِأَبِي بُرْدَةَ الرَّايَةَ»، وَلَمْ تَكُنِ الرَّايَاتُ تُعْقَدُ إِلَّا لِمَنْ أَمَرَ بِالْمُحَارَبَةِ، وَالْمَبْعُوثُ عَلَى إِقَامَةِ حَدِّ الزِّنَا غَيْرُ مَأْمُورٍ بِالْمُحَارَبَةِ. وَفِي الْحَدِيثِ أَيْضًا أَنَّهُ بَعَثَهُ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ وَلَيْسَ فِيهِ أَنَّهُ دَخَلَ بِهَا. فَإِذَا كَانَتْ هَذِهِ الْعُقُوبَةُ وَهِيَ الْقَتْلُ مَقْصُودًا بِهَا إِلَى الْمُتَزَوِّجِ لِتَزَوُّجِهِ دَلَّ ذَلِكَ أَنَّهَا عُقُوبَةٌ وَجَبَتْ بِنَفْسِ الْعَقْدِ لَا بِالدُّخُولِ، وَلَا يَكُونُ ذَلِكَ إِلَّا وَالْعَاقِدُ مُسْتَحِلٌّ لِذَلِكَ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَهُوَ عِنْدَنَا عَلَى أَنَّهُ تَزَوَّجَ وَدَخَلَ بِهَا قِيلَ لَهُ: وَهُوَ عِنْدَ مُخَالِفِكَ عَلَى أَنَّهُ تَزَوَّجَ وَاسْتَحَلَّ. فَإِنْ قَالَ: لَيْسَ لِلِاسْتِحْلَالِ ذِكْرٌ فِي الْحَدِيث قِيلَ لَهُ: وَلَا لِلدُّخُولِ ذِكْرٌ فِي الْحَدِيثِ، فَإِنْ جَازَ أَنْ تَحْمِلَ مَعْنَى الْحَدِيثِ عَلَى دُخُولٍ غَيْرِ مَذْكُورٍ فِي الْحَدِيثِ جَازَ لِخَصْمِكَ أَنْ يَحْمِلَهُ عَلَى اسْتِحْلَالٍ غَيْرِ مَذْكُورٍ فِي الْحَدِيثِ.

الحمدللہ کہ ماقبل کی تفصیل سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب بخوبی واضح ہو جاتا ہے اور ان تمام پروپیگنڈوں اورالزامات کا بھی جواب ہو جاتا ہے۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
03362579499